اسے لوگوں کو سناتا، اور اسلام کی تعلیمات جتنی کچھ بھی اسے معلوم ہوتیں ان سے وہ لوگوں کو آگاہ کرتا تھا۔ وہ انھیں بتاتا تھا کہ صحیح عقائد کیا ہیں جو اسلام سکھاتا ہے اور باطل عقیدے اور خیالات کون سے ہیں جن کی اسلام تردید کرتا ہے۔ اچھے اعمال اور اخلاق کیا ہیں جن کی اسلام دعوت دیتا ہے، اور برائیاں کیا ہیں جن کو وہ مٹانا چاہتا ہے۔ یہ سب باتیں جس طرح پہلے سنائی اور سمجھائی جاتی تھیں اسی طرح آج بھی سنائی اور سمجھائی جا سکتی ہیں۔ ان کے لیے نہ سنانے والے کا پڑھا لکھا ہونا ضروری ہے نہ سننے والے کا۔ یہ ہر وقت بیان کی جا سکتی ہیں اور ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتی ہیں۔

اسلام نے کوئی ایسی نرالی چیز پیش ہی نہیں کی ہے جس سے انسانی طبائع مانوس نہ ہوں اور جن کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے بڑے فلسفے بگھارنے کی ضرورت ہو۔ یہ تو دین فطرت ہے۔ انسان اس سے بالطبع مانوس ہے۔ اسے پڑھے لکھے لوگوں کی بہ نسبت ان پڑھ لوگ زیادہ آسانی سے قبول کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ فطرت سے قریب تر ہوتے ہیں، اور ان کے دماغ میں وہ پیچ نہیں ہوتے جو جاہلیت کی تعلیم نے ہمارے پڑھے لکھے لوگوں کے دماغوں میں ڈال دیے ہیں۔

لہٰذا آپ ان پڑھ آبادی کی کثرت سے ہرگز نہ گھبرائیں۔ ان کی ناخواندگی اصل رکاوٹ نہیں ہے، بلکہ آپ کے اندر جذبہ تبلیغ کی کمی اصل رکاوٹ ہے۔ ابتدائے اسلام کے مسلمانوں کی طرح ہمہ تن مبلغ بن جایئے اور تبلیغ کی وہ لگن اپنے اندر پیدا کر لیجیے جو ان کے اندر تھی۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ اسلام کی دعوت پھیلانے کے بے شمار مواقع آپ کے منتظر ہیں جن سے آپ نے آج تک اس لیے فائدہ نہیں اٹھایا کہ آپ اپنے ملک کی آبادی میں سو فی صد خواندگی پھیل جانے کے منتظر رہے۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمان القرآن، جلد ۸۳، عدد ۳، مئی ۱۹۷۵ء، ص ۱۳۶-۱۳۷)

تنظیموں کی طرف دعوت دینا

س: موجودہ دور میں جو تنظیمیں ہیں مثلاً جمعیت علمائے اسلام، جماعت اسلامی، سپاہ صحابہ، اہل حدیث، اشاعت التوحید، ان کے ساتھی اپنی تنظیم کی طرف دعوت دیتے ہیں، توحید و سنت کی طرف دعوت نہیں دیتے۔ حالانکہ اللہ کا حکم یہ ہے کہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم ایک تنظیم پر متحد ہو جاؤ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ تم قرآن پر متحد ہو جاؤ اور لوگوں کو توحید و سنت کی طرف بلاؤ۔ آج کل کی تنظیمیں امت میں انتشار و افتراق کا باعث بن رہی ہیں۔ فرقہ واریت اور گروہ بندی اور پارٹی بازی ہی کی وجہ سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا

ہے۔ اس بارے میں میری راہنمائی فرمائیں کہ کیا توحید و سنت کی دعوت کے بجائے تنظیموں اور پارٹیوں کی طرف دعوت دینا جائز ہے؟ میرا ذہن اس مسئلے میں الجھا ہوا ہے۔ براہ مہربانی میری اس الجھن کو دور کرنے کی کوشش فرمائیں۔

ج: دین اسلام واحد ہے اور امت مسلمہ امت واحدہ ہے اور اتحاد امت کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ اس لیے جن لوگوں کے عقائد اہل سنت والجماعت یعنی ما انا علیہ واصحابی کے خلاف ہوں ان سے الگ رہنا چاہیے۔ باقی رہے اہل سنت والجماعت کے ائمہ اجتہاد کے اجتہادی اور فروعی اختلافات تو ان کو تحزب و تفرق اور باہمی تضلیل و تفسیق کا ذریعہ بنانا یہودیوں کی عادت تھی۔ امت مسلمہ کی وحدت کو اسی قسم کی فرقہ واریت نے نقصان پہنچایا ہے اور فرقہ واریت کی بنیاد پر تنظیمیں بنانا سرے سے جائز ہی نہیں ہے۔ دینی سیاسی جماعتوں کے موضوع پر تفہیم المسائل حصہ اول میں میرا تفصیلی مقالہ چھپا ہوا موجود ہے۔ آپ اگر اس کا توجہ کے ساتھ مطالعہ کر لیں تو امید ہے کہ آپ کی الجھن دور ہو جائے گی۔ یہاں پر مختصر جواب ہی کافی ہے جو یہ ہے کہ جو تنظیمیں قرآن و سنت کے مطابق کام کرتی ہوں اور ان کا مقصد صرف اقتدار کا حصول نہ ہو بلکہ دعوت دین' تبلیغ دین' اعلائے دین اور توحید و سنت پر مبنی نظام قائم کرنا ان کا اصل ہدف ہو اور ان کے دستور' منشور اور طریق کار میں کوئی چیز قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو تو ان میں سے جس کی قیادت و امارت پر اعتماد ہو' اس کے ساتھ مل کر دین کا کام کرنا چاہیے۔ مقصد تنظیم نہیں ہے بلکہ دین ہے لیکن دین کے کام کے لیے تنظیم ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ انفرادی کوششوں کے مقابلے میں اجتماعی کوششوں میں برکت اور قوت زیادہ ہوتی ہے اور غیر منظم جدوجہد کے مقابلے میں منظم جدوجہد زیادہ بار آور ثابت ہوتی ہے۔ لیکن دوسری دینی تنظیموں کے ساتھ تعصب نہیں کرنا چاہیے بلکہ ساری دینی تنظیمیں امت واحدہ کے اعضا کے طور پر باہمی تعاون و تناصر کے طور پر کام کرتی رہیں۔ یہی صحیح طریقہ ہے اور یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ البتہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دینی تنظیموں کے امرا کی حیثیت امیرالمومنین کی نہیں ہوتی تاکہ ان کی اطاعت سے الگ ہونے والے کو باغی یا خارجی کہا جائے۔ اگر کوئی شخص ایک تنظیم سے الگ ہو کر کسی دوسری تنظیم کے ساتھ مل کر دین کا کام کرتا ہے جس کی قیادت پر اسے زیادہ اعتماد ہو تو وہ نہ باغی ہے اور نہ گناہ گار ہے بشرطیکہ وہ دوسری تنظیم بھی دین کا کام دین ہی کے طریقے پر کر رہی ہو۔

آپ کی یہ بات بالکل درست ہے کہ دعوت' توحید و سنت اور اسلامی شریعت کی طرف دینی چاہیے لیکن دعوت دین کا کام اگر منظم طریقے پر کیا جائے تو یہ زیادہ موثر اور مفید ثابت ہوتا ہے۔ تنظیم اور جماعت اصل مقصد نہیں ہوتی' "دعوت الی حبل اللہ" کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ذریعے کو اصل مقصد بنانا جائز نہیں ہے مگر

ذریعے کو نظرانداز کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔ (مولانا گوہر رحمٰن)

جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت

س: میں چند مہینے پہلے جماعت اسلامی میں شامل ہوا ہوں لیکن میرے گاؤں میں جماعت اسلامی کے ایک رفیق تبلیغی جماعت کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیا ان کا یہ طرز عمل جماعت اسلامی کے کام کو نقصان نہیں پہنچائے گا؟

ج: یقیناً نقصان پہنچائے گا اور اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جماعت اسلامی بھی دینی جماعت ہے اور تبلیغی جماعت والے بھی دین ہی کا کام کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے درمیان بلکہ تمام دینی جماعتوں کے درمیان باہمی تعاون ہونا چاہیے اور ایک دوسرے کے ساتھ الفت و محبت اور خیر خواہی کے تعلقات قائم کرنے چاہییں۔ تبلیغی جماعت کے طریقہ کار میں ایک کمی تو ہے اور وہ یہ کہ دین کے تبلیغ و تفہیم کے دوران اسلام کے اجتماعی اور حکومتی نظام کی تبلیغ نہیں کی جاتی اور حکمرانوں کی خرابیوں کے خلاف آواز بھی نہیں اٹھائی جاتی۔ لیکن اس کمی کے باوجود یہ لوگ دین ہی کا کام کرتے ہیں اور ان کی صحبت میں وقت گزارنے والوں کی اصلاح ہوتی ہے۔ خود میں بھی اپنی اصلاح کے لیے ان کی مجالس میں کبھی کبھی شرکت کرتا ہوں۔ البتہ مولانا مودودیؒ کی تحریکی فکر کے مطابق کام کرنے والی جماعت' جماعت اسلامی کا طریقہ کار اور لائحہ عمل میرے نزدیک جامع لائحہ عمل ہے جس میں دعوت دین کے ساتھ اعلاے دین کے لیے اصلاح حکومت کا کام بھی کیا جاتا ہے۔ مگر تبلیغی جماعت کی مخالفت کرنا اور ان کے خلاف پروپیگنڈا کرنا جماعت اسلامی اور اس کے راہنماؤں کی پالیسی نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ خوشگوار مراسم قائم کرنا اور ان کے کام میں تعاون کرنا ہمارا طریق کار ہے۔ آپ کے گاؤں کے کسی رفیق نے اگر کوئی دوسرا طرز عمل اختیار کیا ہے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ (گ۔ ر)

جذبہ محبت میں بے اعتدالی

س: میرا ایک دوست' ایک مسئلے کا شکار ہے۔ اس کی زبانی مسئلہ یہ ہے: مجھے ایک ہم عمر سے محبت ہے۔ اس محبت نے جنونی شکل اختیار کر لی ہے۔ خواہش ہوتی ہے کہ یہ ۲۴ گھنٹے میرے ساتھ ہو' کسی دوسرے کو اس کے ساتھ دیکھنا گوارا نہیں۔ جب نماز پڑھتا ہوں یا کوئی اور کام کرتا ہوں' تو دل و دماغ میں یہ تصور ہوتا ہے کہ اس سے کب ملاقات ہو گی؟